نواے ادب

rekhta

ناشر

ادبی پبلشرز (شعبۂ اشاعت انجمنِ اسلام) بمبئی ۸

فارم ۱۷

دیکھو رول نمبر ۸

نوائے ادب، بمبئی

مقام اشاعت	:	انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹیٹیوٹ دادا بھائی نوروجی روڈ بمبئی ۱
نوعیت اشاعت	:	سہ ماہی
نام پرنٹر	:	سید شہاب الدین دسنوی
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹیٹیوٹ دادا بھائی نوروجی روڈ بمبئی ۱
نام پبلشر قومیت پتہ		ایضاً
نام ایڈیٹر	:	عبدالرزاق قریشی
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹیٹیوٹ دادا بھائی نوروجی روڈ بمبئی ۱
نام پتہ مالک رسالہ	:	انجمن اسلام ۹۲ دادا بھائی نوروجی روڈ بمبئی

میں سید شہاب الدین دسنوی تصدیق کرتا ہوں کہ جو معلومات اوپر دی گئی ہیں وہ میرے علم میں صحیح ہیں۔

Annual Subscription:

Inland & Pakistan: Rs. 10.00 Foreign: Shillings 20
(inclusive of postage)

Price per copy: Rupees Three

All remittances to be made to
Adabi Publishers, 8, Shepherd Road, Bombay 8.

٭ عبدالحلیم ساحل

سید عبد الفتاح گلشن آبادی

سید عبدالفتاح گلشن‌آبادی ان چند نامور علمائے دکن (مہاراشٹر) میں سے ہیں جو اپنے علم و فضل کے لحاظ سے اپنے معاصرین میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ وہ عربی و فارسی کے متجر عالم ہونے کے علاوہ ایک بلندمرتبہ مصنف و محقق بھی تھے۔ اس لئے ان کی فنی تصنیفات اور گراں بہا علمی تحقیقات، نیز ان کے سوانح حیات کا ایک سرسری جائزہ لینا اہل علم کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔

نام و نسب و عرفیت :

سید عبدالفتاح نام اور اشرف علی عرف ہے۔ ان کے والد کا نام عبداللہ حسینی ہے جن کی عرفیت گھانسی میاں تھی۔ والدہ کا نام سراج بی بی بنت چراغ علی ہے۔ وہ خاندان سادات حسینی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے جد اعلیٰ سید اسد اللہ حسینی شاہ جہاں کے عہد میں وارد دکن ہوئے۔ وہ اس کاروان علم و عرفان کے ایک ممتاز فرد تھے جو اس زمانے میں دکن کے علاقے میں تبلیغ دین کے لئے آیا تھا۔ انھیں کی اولاد میں سید صادق شاہ حسینی رح جو سید شیر محمد حسینی کے فرزند ارجمند تھے، بڑے پائے کے بزرگ اور مرجع خلائق صوفیا میں شمار ہوتے تھے۔ دکن میں حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اگر کوئی صوفی روحانیت کے فیوض و برکات کو عام کرنے میں کامیاب ہوا تو وہ سید صادق شاہ حسینی رح تھے۔ ان کی روحانیت، تعلیمات اور اخلاقی اصلاحات کا مرکز یہی علاقۂ مہاراشٹر تھا۔ سید عبدالفتاح کا شجرۂ نسب یہ ہے :[1]

---

[1] جامع الفتاوی، بمبئی، مطبع فتح الکریم، ۱۳۰۳ھ، جلد اول، ص ۳

٭ جناب مولوی عبدالحلیم صاحب ساحل سلطان پوری، استاد اردو و عربی، انجمن اسلام ہائی اسکول، بمبئی۔

سید اسد اللہ حسینی

سید شیر محمد حسینی

سید صادق شاہ حسینی

سید شیر محمد حسینی سید نعمت اللہ حسینی سید شاہ پیر حسینی سید عبد الکریم ماں صاحبہ بی بی

سید عبد الفتاح سید اللہ بخش

سید محی الدین

سید زین العابدین

میر عبد اللہ حسینی

مولوی سید عبد الفتاح (عرف اشرف علی) میر غضنفر علی (مولوی سید عبد الفتاح کے برادر مختار)

سید صادق شاہ حسینی کے فرزندوں میں صرف سید شیر محمد حسینی اور سید عبد الکریم سے خاندانی سلسلہ چلا۔ باقی نعمت اللہ حسینی اور سید شاہ پیر حسینی کا سلسلہ اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے منقطع ہوگیا۔ سید عبد الکریم کے خاندان سے جو لوگ ابھی بقید حیات ہیں ان میں جناب میر وارث علی صاحب،[1] جناب میر نثار علی صاحب، جناب میر عارف علی صاحب اور جناب میر صابر علی صاحب

---

۱ جناب میر وارث علی صاحب اپنے دوسرے نسبی بھائیوں کے ساتھ ناسک سٹی میں بڑی درگاہ شریف کے احاطے میں رہتے ہیں۔ مضمون نگار ان کا شکرگزار ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا شجرۂ نسب اسے عنایت کیا۔

کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں اکبری بیگم صاحبہ اور سکندر بیگم صاحبہ میں اول الذکر میر وارث علی صاحب کے بعد پیدا ہوئیں اور آخر الذکر خاتون اخیر میں.

مولد و منشاء :

سید عبد الفتاح چوں کہ سادات حسینی سے تھے اس لئے ان کا خاندان شروع ہی سے دکن کے علاقے میں « پیر زادہ » خاندان کہلانے لگا تھا. یہ خاندان عرصۂ دراز سے دکن کی سرزمین میں علم و فضل کا گہوارہ رہا ہے. اس خاندان کے سلسلے میں مسٹر جیمز ایم. کیمبل نے بمبئی گزیٹیر میں پیر زادگان ناسک کی خصوصیات مختصر طور پر لکھی ہیں.[1] انہوں نے بتایا ہے کہ اس خاندان کے لوگ عموماً تعلیم و تدریس میں اشتغال رکھتے ہیں. ان کے چہروں پر داڑھیاں ہوتی ہیں. وہ مونچھیں منڈواتے اور سر پر صافہ باندھتے ہیں اور کرتے پہنتے ہیں. ان کا رنگ عموماً گندمی اور چہرہ بارعب ہوتا ہے. مسٹر جیمز نے خصوصیت کے ساتھ سید صادق علی شاہ کے فیوض و برکات پر روشنی ڈالی ہے.

سید عبدالفتاح کی جائے پیدایش اور ابتدائی تربیت گاہ ناسک ہے جسے عہد عالمگیری میں اس کے جغرافیائی محل وقوع اور فطری دل کش مناظر کے پیش نظر گلشن آباد کا نام دیا گیا. ناسک کی وجہ تسمیہ اس کی تاریخیت کے لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے. ناسک کو « پنچوٹی » بھی کہا جاتا رہا ہے. ہندو روایات اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہیں کہ رام چندر جی، لکشمن اور سیتاجی نے اپنے بن باس کے زمانے میں اسی مقام کو اپنا مستقر بنایا تھا. پانچ جھونپڑیاں پانچ برگد کے درختوں کے جھرمٹ میں بنائی گئی تھیں اور انہیں میں یہ بزرگ اپنے بن باس کے ایام گذارتے تھے. اب « پنچوٹی » ناسک کا ایک سرسبز و شاداب علاقہ اور دریائے گوداوری کا خوش نما ساحل ہے. اسی بنا پر وہ آج کل ہندوؤں کی تیرتھ گاہ بنا ہوا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں راون کی بہن شوپنکھا کی ناک کاٹے جانے کا واقعہ پیش آیا تھا. ناسک کا لفظ اسی معنی کی غمازی کرتا ہے. بعض لوگ کہتے ہیں کہ ناسک نوشک سے ماخوذ ہے. شک کے معنی ٹیکری کے ہوتے ہیں.

---

[1] بمبئی گزیٹیر ، ماہ اگست ۱۸۸۳ء ، جلد ۱۶

چوں کہ وہاں ۹ ٹیکریاں ایک دوسرے سے قریب قریب واقع تھیں اس لئے اس مقام کا نام نوشک پڑگیا اور نوشک کی بگڑی ہوئی شکل ناسک ہوگئی۔

تحصیل علم اور اساتذہ :

سید عبدالفتاح کی بڑی خوش بختی تھی کہ وہ ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کی طبیعت میں فطری طور سے علم و فن کی محبت رچی اور بسی ہوئی تھی۔ علوم متداولہ کے اکتساب کے لئے انہیں جہاں جہاں اساتذۂ وقت نظر آئے انہوں نے ان سرچشموں سے مستفیض ہونے کی کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اساتذہ کی فہرست کافی طویل ہے۔ چند اسمائے گرامی نیچے دئے جاتے ہیں :

۱ سید میاں (سورت)
۲ مولوی شاہ عالم (بڑودہ)
۳ مفتی عبدالقادر (تھانہ، بمبئی)
۴ مولانا فضل رسول (بدایوں)
۵ مولانا خلیل الرحمان (مصطفیٰ آباد)
۶ محمد اکبر (کشمیر)
۷ ابراہیم باعکظہ (بمبئی)
۸ عبدالقیوم مجددی (کابل)
۹ مولوی بشارت اللہ (کابل) وغیرہ

جامع الفتاویٰ میں سید عبدالفتاح نے خود ان اسما کا ذکر کیاہے اور لکھا ہے :

«(ان) کے حضور میں اس بندے نے شاگردی کی ہے اور کتب درسیہ معقول و منقول، صرف و نحو۔ علم فقہ فروع و اصول بقدر حوصلہ حاصل کرکے تدریس و توعیظ و تالیفات میں مشغول ہوا»[1]

صاحب «تذکرہ علمائے ہند» کے مندرجۂ ذیل بیان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

---

۱ جامع الفتاوی، بمبئی، مطبع فتح الکریم، ۱۳۰۳ھ، جلد اول، ص ۳

«سید عبدالفتاح بن سید عبداللہ حسینی از سادات نقویۂ ساکن گلشن آباد عرف ناسک، عالم باعمل، فاضل اجل، بخدمت موالیء وقت مثل سید میاں سورتی و مولوی شاہ عالم ساکن بڑودہ، مولوی بشارت اللہ کابلی و ملا عبدالقیوم کابلی و مفتی عبدالقادر تھانوی (و مولوی) خلیل الرحمان ساکن مصطفیٰ آباد عرف رام پور و مولوی فضل رسول بدایونی و مولوی محمد اکبر کشمیری و معلم ابراہیم باعکظہ تحصیل علوم متعارفہ و متداولہ نمودہ.»[1]

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ سید عبدالفتاح نے کسی خاص درسگاہ میں تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ اپنے زمانے کے دستور کے مطابق اساتذۂ وقت کی خدمت میں رہ کر کسب علم کیا. ہندوستان میں مسلمانوں کے اعلیٰ خاندانوں میں یہ طریقہ رائج تھا کہ وہ کاملان فن کو اپنے گھروں میں بطور اتالیق رکھتے اور اپنے بچوں کو بجائے مدارس میں بھیجنے کے گھر ہی میں تعلیم دلاتے. آخری دور کے مشہور عالم مولانا ابوالکلام آزاد کی تعلیم و تربیت کا انداز بھی یہی تھا.

سرکاری ملازمتیں:

علوم متعارفہ کی تحصیل کے بعد سید عبدالفتاح نے سرکاری ملازمت حاصل کرنے کے لئے مفتی گیری کا امتحان عربی زبان میں دیا اور اس میں کامیابی کی سند لی. سنہ ۱۸۵۶ع میں وہ دھولیہ (ضلع خاندیش) کی عدالت میں مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے. اس عہدۂ عالیہ پر وہ ۱۸۵۶ع سے لےکر سنہ ۱۸۶۴ع تک رہے. سنہ ۱۸۸۴ع میں وہ بمبئی کے اولین الفنسٹن کالج اور ہائی اسکول میں عربی اور فارسی بڑھانے پر مامور ہوئے. جب ارباب کالج نے عربی و فارسی کی تدریس غیر ضروری یا انہیں اختیاری مضامین کے زمرے میں شامل کردیا تو وہ اس خدمت سے سبک دوش ہوگئے. مصنف «تذکرہ علمائے ہند» کی تحریر سے مذکورہ بالا بیان کی تائید ہوتی ہے. صاحب تذکرہ مذکور لکھتے ہیں:

«در سنہ دوازدہ صد و شصت و چہار (۱۲۶۴) ہجری بعد امتحان سند یافتہ در سال دوازدہ صد و ہشتا در و یک (۱۲۸۱) ہجری بہ

---

۱ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۹۱۴ع، ص ۲۷ - ۱۲۶

منصب افتاء عدالت ضلع خاندیش ممتاز گشت و در سال دوازدہ صد و ہشتاد و چہار (۱۲۸۴) ہجری مدرسہ الفنسٹن واقع بندر بمبئی، مدرس عربی و فارسی شدہ۔»[۱]

اس ملازمت سے علاحدگی کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ انہوں نے اپنے آبائی سلسلۂ ارشاد و تعلیمات پر زیادہ توجہ دینی شروع کردی تھی اور تنگیٔ وقت کے باعث وہ دیگر مشاغل کے ساتھ کالج کی پروفیسری پورے انہماک کے ساتھ نباہ نہیں سکتے تھے۔ حکومت ہند نے مذکورہ بالا مصنف کے بیان کے مطابق ان کی علمی و منصبی خدمات کا اعتراف اس شکل میں کیا کہ انہیں «جسٹس آف دی پیس» بنایا اور خان بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔[۲]

بمبئی کا قیام:

سید عبدالفتاح، بمبئی میں اس کے ایک قدیم محلے میں سکونت رکھتے تھے۔ وہ محلہ پائدھونی کے قریب جاملی محلہ کے نام سے آج بھی موجود ہے۔ اس محلے میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد رہتی تھی۔ اس کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں مولوی غلام رسول سورتی کا کتب خانہ تھا جس کے قریب ہی مولانا شبلیؒ، سیرت النبی کی تصنیف کے دوران قیام فرمایا کرتے تھے۔ مولوی سید عبدالفتاح نے کچھ عرصے بمبئی کے محلہ «گوری ملا» میں بھی قیام کیا تھا۔ جامع الفتاویٰ کے آخری صفحہ پر ایک اشتہار کے اخیر میں، پتہ یوں درج ہے:

«. . . ساکن محلہ گوری، ملا نمبر ۲۵»[۳]

محلہ گوری ملا بھنڈی بازار سے متصل ایک محلہ اب بھی ہے جس کی مسجد (چونا بھٹی کی مسجد) میں تبلیغی اجتماعات ہوتے رہتے ہیں اور جس میں تقریباً پچاس برس پہلے عربی کا ایک مدرسہ تھا جس میں عربی کی ابتدائی تعلیم سے لے کر انتہائی کتب درسیہ تک کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ مدرسہ «مدرسۂ

---

۱ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۹۱۴ء، ص ۱۲۶-۲۷
۲ ایضاً
۳ جامع الفتاوی، جلد اول، آخری صفحہ

کمو یعقوب » کے نام سے مشہور تھا ۔ اب اس کی یادگار « مدرسۃ الحفاظ مدرسہ کمو یعقوب » رہ گیا ہے ۔ سید عبدالفتاح نے اپنے بمبئی کے دورانِ قیام میں ناریل واڑی کو بھی اپنی عارضی قیام گاہ بنایا تھا ۔ اس جگہ مسلمانوں کے کئی خاندان آباد تھے ۔ اس مقام سے دریا (بحیرۂ عرب) بہت قریب ہے ۔ اسی سے متصل ایک قبرستان اور ایک مسجد بھی ہے ۔ جن دنوں میں سید عبدالفتاح وہاں قیام پذیر تھے وہ زمانہ بمبئی کے مسلمانوں کے لئے بڑا ہی پر آشوب تھا ۔ وہ مسلمانوں کے درمیان عقائدی بحثوں ، مناظروں اور معرکہ آرائیوں کا دور تھا ۔ فرقۂ وہابیہ کے مقابل اہل سنت والجماعت کے علما و فضلا نبردآزما رہتے تھے اور مولوی سید عبدالفتاح ان کی قیادت کیا کرتے اور اس زمانے کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے ۔ جامع الفتاویٰ کی ورق گردانی سے اس بیان کے بڑے روشن ثبوت مل سکتے ہیں ۔

ازدواجی زندگی :

مولوی سید عبدالفتاح نے دو شادیاں کیں ۔ ان کا پہلا عقد شرف النساء بی بی سے جو پیرزادہ خاندان کی ایک خاتون تھیں ، ہوا ۔ ان کی وفات ٢٠ ربیع الاول ١٢٥٥ھ کو ہوئی ۔ سید مرحوم کا دوسرا عقد عائشہ بی بنت عبدالرحمان سے ہوا ۔ اس عقد کی تاریخ ١١ ربیع الاول ١٢٥٦ھ ہے ۔ مولوی صاحب کے اس دوسرے حرم سے دو نرینہ اولادیں ہوئیں ، سید احمد اور مولوی سراج الدین ۔ اول الذکر کا انتقال مولوی صاحب کی حیات ہی میں ہوگیا ۔ ان سے مولوی بشیرالدین اور مولوی فضل الدین تھے ۔ اسی طرح مولوی صاحب کے دوسرے فرزند کے دو لڑکے ہوئے ، مولوی منیرالدین اور مولوی علی الدین ۔ ان میں اول الذکر صاحب عالم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب ثروت و مال بھی تھے ۔

جب مولوی عبدالفتاح وطن مالوف سے کسی دور دراز مقام میں قیام کرتے تو ان کے جملہ کاروبار کا بار ان کے برادر اصغر میر غضنفر علی اٹھاتے اور بحیثیت ان کے مختار کے کام کرتے ۔ گلشن آباد (ناسک) میں مولوی صاحب کی کئی حویلیاں تھیں ۔ راقم سطور نے ان حویلیوں کی یادگاروں کو بچشم خود دیکھا ہے ۔ آثار کہہ رہے ہیں عمارت عظیم تھی ۔ ان حویلیوں کی دیواریں سنگ اسود کے ناتراشیدہ

ٹکڑوں سے بنی ہوئی ہیں۔ ان کی تعمیر میں لکڑیوں کے چھوٹے بڑے کندے بھی استعمال میں لائے گئے تھے جیسا کہ اس علاقے کے اکثر اثری مکانات کی تعمیر میں یہ انداز تعمیر عام ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے حالات کے پیش نظر ان حویلیوں کو فروخت کردیا تھا اور انہیں میں سے ایک حویلی کے زیریں منزلے میں قیام کیا کرتے تھے۔ یہ حویلیاں احاطۂ درگاہ سید صادق شاہ حسینی کے جنوبی جانب واقع ہیں اور اب ان پر بوسیدگی اور کہنگی کے نمایاں اثرات پائے جاتے ہیں۔[1]

جاگیریں:

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، سید صادق شاہ حسینی اپنے دور کے اجل صوفیاء میں سے تھے اور علاقۂ دکن میں حضرت خواجہ سید محمد گیسودرازؒ کے بعد ان کی مقبولیت عوام و خواص میں بےنظیر تھی، اس لئے ان کی وفات کے بعد شہنشاہ عالمگیرؒ اور ان کے بعد شاہ عالم اول نے حضرت صادق شاہ حسینی کی اولادوں کو جائدادیں عطا کیں۔ موضع سات پور (ضلع ناسک) کی آمدنی سے ۶۶۰ روپئے سالانہ نقد دئے جاتے تھے۔ اس سلسلے میں مولوی صاحب کے نام انگریزی سرکار سے باقاعدہ سند بھی جاری کی گئی تھی۔ جائدادوں کے سلسلے میں عالمگیر اور شاہ عالم اول کے فرامین کی نقول راقم سطور نے جناب میر وارث علی صاحب، میر عارف علی صاحب اور میر صابر علی صاحب فرزندان ہدایت علی کی عنایت سے بچشم خود دیکھی ہیں۔

وضع و قطع:

مولوی صاحب کا رنگ کھلتا ہوا گندمی تھا۔ میانہ قد، ستواں ناک اور اخیر عمر میں سفید ریش ہوگئے تھے۔ پائجامہ کرتا زیب تن کرتے۔ سر پر کلاہ اور اس پر پگڑی جو عموماً خانوں کے انداز کی ہوتی، باندھتے تھے

وفات:

سید عبد الفتاح نے ۱۵ صفر ۱۳۲۳ھ کو بمبئی میں رحلت فرمائی اور وہ بمبئی کی مشہور مینارہ مسجد میں سمت مغرب سپرد خاک کئے گئے۔

---

[1] مذکورہ بالا معلومات کے لئے مضمون نگار جناب میر وارث علی صاحب کا ممنون ہے۔

فضائل اخلاق :

اس عہد کے پیرزادوں کی نشو و نما جن محاسن اخلاق پر ہوتی تھی ، ان سے مولوی سید عبد الفتاح پورے طــور سے متصف تھے. وہ خوش خوراک ، خوش پوشاک ، باوضع ، بامروت اور مرنجاں مرنج انسان تھے . بزرگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے اور چھوٹــوں پر شفقت بے پایاں ان کا شعار تھا . تقویٰ و پرہیزگاری ، طہارت و لطافت تو ان کی گھٹی میں پڑی تھی . حق گوئی ، بے باکی ، خدا ترسی ، ہمدردی اور منکسرالمزاجی کے وہ مجسمہ تھے. ان کی تصانیف ان کے حسن اخلاق کی معتبر شہادتیں ہیں .

تصانیف و رسائل :

سید عبدالفتاح گلشن آبادی کثیر التصانیف تھے ان کے نثری کارناموں میں ذیل کی کتب شامل ہیں :

(الف) :

١ تحفۂ محمدیہ
٢ تاریخ الاولیاء
٣ جامع الفتاویٰ (۴ جلدیں)
۴ دولت بےزوال و برکت حال و مآل
٥ کلید دانش
٦ مرغوب الشعراء
٧ تاریخ انگلستان
٨ تاریخ افغانستان
٩ باقیات الصالحات
١٠ اشرف المجالس
١١ رحمۃ اللعالمین ص
١٢ فیض عام

(ب) رسائل :

١ مناظرۂ مرشد آباد

۲ تحفۃ الموحدین

۳ اظہار الحق

۴ تحفۂ عطرین

۵ تائید الحق

(ج) درسی کتب :

۱ مجامع الاسماء

۲ فارسی آموز

۲ تعلیم اللسان

۴ خزانۃ العلوم

۵ اشرف القوانین

۶ تحفۃ المقال

۷ اشرف الانشاء

۸ خلاصۂ علم جغرافیہ

۹ مصادر الافعال

(د) منظوم کارناموں میں مندرجۂ ذیل کتب شامل ہیں :

۱ دیوان اشرف الاشعار

۲ توشۂ عاقبت (مدحیات سرور کائناتؐ)

۳ قصیدہ بردہ (اردو ترجمہ)

۴ ملکۂ وکٹوریہ کا قصیدہ

مندرجہ بالا کتابوں کا تعارف اور ان پر تبصرہ « نوائے ادب » کی کسی ایندہ اشاعت میں کیا جائے گا